Vol. 5 No.3 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

اسلامی ریاست میں پائیدار امن کے قیام کے لیے رحمۃ اللعالمین محمد ﷺ کے مفاہمتی معاہدات

RECONCILIATION AGREEMENTS OF RAHMAT-UL-ULAMEEN MUHAMMAD (SAW) FOR ESTABLISHING SUSTAINABLE PEACE IN THE ISLAMIC STATE

طاہرہ سرور

پی ایچ ڈی سکالر (علوم اسلامیہ) یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی

ڈاکٹر عبدالرحمٰن خالد مدنی

ایسوسی ایٹ پروفیسر (شعبہ اسلامی فکر و تہذیب) یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی

Abstract:

The defense of any country requires not only military preparation but also non-military arrangements. Out of these, reconciliation and peace agreements have the status of foundation. In history, we find mention of reconciliation and peace in the life of the Prophet (peace be upon him) even before his prophethood.

When the Prophetﷺ laid the foundations of a new Islamic society in Madinah through the unity of faith, politics and system among Muslims, he focused on organizing his relations with non-Muslims.The aim was for all humanity to enjoy the joys and blessings of peace and security and at the same time to unite Madinah and its environs in a federal unity Since the Muslims had become a permanent ummah after coming to Madinah, they also needed to organize collectively. Obviously, every organization has certain rights and obligations.

Strategy of prophet Muhammad(SAW),s reconciliation was very successful. He laid the foundation of the Sultanate Madinah with his wise measures. After the migration from Makkah, the Prophet ﷺ established an agreement of brotherhood in the house of Anas Ibn Malik among a group of ninety men, half of whom were Ansaar and half of whom were Muhajireen. Those who had left their home, property, business, wife and children, were thus compensated by this treaty.

The only way to make the enemy of the Quraysh by diverting the friends of the Quraysh by various means and to make them the friends of the Muslims was the Prophet's ﷺmethod. The basis of the caliphate from the tribes around Madinah was to deviate from the support of the Quraysh. It was a great political victory. In addition to this, to encircle the enemy with its enemies, to subdue the tribes around Makkah and to help against the Quraysh, to divide the enemy, to seduce a section of the enemy, to stir up domestic rivalry within the enemy were the strategies and by using them, the Prophet ﷺsucceeded in making Madinah a state and forming a government on one million square miles.

In addition, the non-Muslim polytheists, the Jewish tribes were also organized and made clear through civil opposition.

The prophet Muhammad(SAW) laid foundation of pluralistic society first time in the history of the world in the state of Madina . His political policies administration and social action led a cohesive and collaborative society . where muslims' Jews ' Christians ' polytheists and other tribes lived together in peace and harmony .

کسی بھی ملک کے دفاع کے سلسلہ میں نہ صرف فوجی تیاری درکار ہوتی ہے بلکہ غیر فوجی انتظامات بھی ضروری ہوتے ہیں۔ ان میں سے مصالحتی و مفاہمتی معاہدات کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

تاریخ میں ہمیں رسول اللہ ﷺ کی قبل از نبوت زندگی میں بھی مصالحتی و مفاہمتی کارناموں کا ذکر ملتا ہے۔ رسول للہ ﷺ کی عمر مبارک جب پندرہ برس کی ہوئی تو قریش اور ان کے ساتھ بنو کنانہ کے حریف قیس عیلان کی جنگ چھڑ گئی مقام حرم اور حرام مہینے کی بنیاد پر اس جنگ کو حرب فجار کا نام دیا گیا تو اس کے بعد ایک حرمت والے مہینے ذی القعدہ میں حلف الفضول پیش آیا چند قبائل قریش جن میں بنو ہاشم بنی مطلب، بنی اسد بن عبد العزی، بنی زہرہ بن کلاب اور بنی تیم بن مرہ شامل تھے اس کا اہتمام کیا۔

Vol. 5 No.3 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

یہ حضور اکرم ﷺ کی زندگی کا غالباً پہلا مصالحت و مفاہمت پر مبنی حلف تھا، عبد اللہ بن جدعان تیمی کے مکان پر جمع ہوئے اور یہ عہد کیا کہ مکہ میں جو بھی مظلوم نظر آئے گا خواہ وہ مکہ کا باشندہ ہو یا خارج کا یہ سب قبائل اس کی مدد، نصرت اور حمایت کے لیے کھڑے ہونگے اور ظالم سے مظلوم کا حق دلوا کر رہیں گے آپ ﷺ اس میں بنفس نفیس شریک تھے شرف نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد فرمایا کرتے تھے:

"میں عبد اللہ بن جدعان کے مکان پر ایک ایسے معاہدے میں شریک تھا کہ مجھے اس کے عوض سرخ اونٹ بھی پسند نہیں، اور اگر بعد اسلام میں اس عہد وپیان کے لیے مجھے بلایا جاتا تو لبیک کہتا۔" (1)

تعمیر کعبہ اور حجر اسود کی تنصیب کا تنازعہ

آپ ﷺ کی عمر کے پینتیسویں سال پیش آیا یہ تنازعہ جھگڑے کی صورت میں چار پانچ روز جاری رہا اور اس قدر شدت اختیار کر گیا قریب تھا کہ سرزمین حرم سخت خون خرابہ اور کشت خون سے بھر جاتے تاہم ابو "امیہ مخزومی نے یہ کہ کر مفاہمت اور مصالحت کی راہ کھول دی کہ دوسرے دن مسجد حرام کے دروازے سے جو سب سے پہلے داخل ہو گا ہم اس کو اپنا قضیہ کا حکم مان لیں گے لوگوں نے یہ تجویز منظور کر لی۔" (2)

اتفاق سے دوسرے دن حضور اکرم ﷺ سب سے پہلے حرم میں تشریف لائے تو لوگ خوشی سے کہنے لگے:

هذ ا ا لا مین تر ضینا ہ هذ ا محمد □

"کہ ہم محمد ﷺ کے فیصلے پر راضی ہیں۔"

" پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک چادر طلب کی حجر اسود کو اس کے درمیان رکھ کر متنازعہ چار قبائل کے سرداروں سے کہا کہ ہر قبیلہ کا سردار چادر کا ایک کونہ تھام لے چنانچہ چادر کے چار کونے چار متنازعہ قبائل میں تقسیم فرما کر حجر اسود کو دست مبارکہ سے اٹھا کر اس کے مقام پر نصب فرمایا متنازع اور تناؤ کی صورت میں یہ ایک نہایت ہی معقول اور دانشمندانہ طرز عمل تھا جو سراسر مفاہمت اور مصلحت پر مبنی تھا۔" (3)

بعد از نبوت رسول اکرم ﷺ کی مفاہمتی حکمت عملی بے حد کامیاب رہی آپ ﷺ نے اپنی دانشمندانہ تدابیر سے سلطنت مدینہ کی بنیاد رکھی۔ رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے ہجرت کے بعد نوے آدمیوں پر مشتمل لوگ جن میں آدھے انصار اور آدھے مہاجرین تھے ان کے مابین حضرت انس بن مالکؓ کے مکان میں ایک مفاہمانہ معاہدہ اخوت یعنی مواخات قائم فرمایا جس سے طرفتہ العین میں مہاجرین جو کہ گھر بار، مال، کاروبار، جائداد اور بیوی بچے چھوڑ کر تن تنہا راہ مکہ میں نکل کھڑے ہوئے تھے ان کی ساری مشکلات کو ختم فرمادیا۔ اس کی بنیاد تھی کہ یہ ایک دوسرے کے غم خوار ہوں گے اور موت کے بعد نسبی قرابت داری کی بجائے یہی وراثت کے حق دار ہوں گے۔ "تو انصار و مہاجرین میں باہمی توارث کا حکم ختم کر دیا گیا، لیکن بھائی چارے کا عہد باقی رہا۔ زاد المعاد کے مطابق آپ ﷺ نے ایک اور بھائی چارا قائم کرایا جو خود باہم مہاجرین کے درمیان تھا۔" (4)

آپ ﷺ نے اس معاہدے کے ذریعے ساری جاہلی کشاکش اور قبائلی کشمکش کی بنیاد ڈھادی اور دور جاہلیت کے رسم و رواج کے لیے کوئی گنجائش نہ چھوڑی۔ مواخات کا یہ حکم جنگ بدر تک قائم رہا پھر یہ آیت نازل ہوئی:

(وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ)۔ (5)

دوسری تدبیر یہ فرمائی کہ یثرب یعنی مدینہ میں کوئی سلطنت نہیں پائی جاتی تھی وہاں صرف قبائل کی اجارہ داری تھی اور یہ قبیلے نسل ہا نسل سے خانہ جنگیوں میں مشغول تھے۔ باہمی نفرت، حسد، جلن اور دشمنی پائی جاتی تھی اور اگر ان قبائل میں سے کسی ایک پر ان کا دشمن حملہ کر دیتا تو باقی قبیلے غیر جانب دار رہتے اور وہ تن تنہا اکیلا قبیلہ پورا کا پورا لڑائی کی آگ میں بھسم ہو جاتا۔

رسول اللہ ﷺ نے انتہائی فراست سے شہر مدینہ کے قبائل کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ اپنے مذہبی اختلافات اور قبائلی انفرادیت کے باوجود یہ مناسب ہو گا کہ ہم سب مل کر ایک چھوٹی سی مملکت و سلطنت قائم کر لیں اور اپنی مرکزیت قائم کر کے اپنی منتشر قوت کو مجتمع کر لیں۔ اس معاہدہ کے بنیادی فریق مسلمان، یہود اور مدینہ کے مشرک قبائل تھے چنانچہ آپ ﷺ کے اس مفاہمتی معاہدے کو میثاق مدینہ کے نام سے جانتے ہیں، اس مصالحتی معاہدہ کی رو سے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

تمام قبائل مدینہ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنا سردار تسلیم کرکے آپ ﷺ کو مرکزیت کے عہدے پر سرفراز کیا جو اختیارات مرکز کے لیے موزوں تھے وہ نبی ﷺ کو سونپ دیے گئے اور بقیہ ہر قبیلہ کی داخلہ خود مختیاری قائم رکھی اس معاہدہ میں آپ ﷺ نے یہود کو دین، جان اور مال کی مطلق آزادی دی۔ چنانچہ یہ معاہدہ اخوت ایک نادر حکمت، حکیمانہ سیاست اور مسلمانوں کو درپیش بہت سارے مسائل کا ایک بہترین حل تھا۔

اس پیمان کی دفعات مختصر ملاحظہ فرمائیں:

"یہ تحریر ہے محمد ﷺ کی جانب سے قریشی، یثربی اور ان کے تابع ہو کر ان کے ساتھ لاحق ہونے اور جہاد کرنے والے مومنین اور مسلمانوں کے درمیان کہ:

1۔ یہ سب اپنے ماسوا انسانوں سے ایک الگ امت ہیں۔

2۔ مہاجرین، قریش اپنی سابقہ حالت کے مطابق باہم دیت کی ادائیگی کیا کریں گے، اور مومنین کے ساتھ معروف اور انصاف کے ساتھ اپنے قیدی کا فدیہ دیں گے اور انصار کے تمام قبائل اپنی سابقہ حالت کے مطابق باہم دیت کی ادائیگی کریں گے، اور ان کا ہر گروہ معروف طریقے پر اہل ایمان کے درمیان انصاف کے ساتھ اپنے قیدی کا فدیہ ادا کرے گا۔

3۔ اور اہل ایمان اپنے درمیان کسی بے کس کو فدیہ یا دیت کے معاملہ میں معروف طریقہ کے مطابق عطاء ونوازش سے محروم نہ رکھیں گے۔

4۔ اور سارے راست باز مومنین اس شخص کے خلاف ہونگے جو ان پر زیادتی کرے گا یا اہل ایمان کے درمیان ظلم، گناہ، زیادتی اور فساد برپا کرے گا۔

5۔ اور یہ کہ ان سب کے ہاتھ اس شخص کے خلاف ہوں گے خواہ وہ ان میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

6۔ کوئی مومن کسی مومن کو کافر کے بدلہ میں قتل کرے گا اور نہ ہی کسی مومن کے خلاف کسی کافر کی مدد کرے گا۔

7۔ اور اللہ کا ذمہ (عہد) ایک ہو گا ایک معمولی آدمی کا دیا ہوا ذمہ بھی سارے مسلمانوں پر لاگو ہو گا۔

8۔ جو یہود ہمارے پیروکار ہو جائیں گے، ان کی مدد کی جائے گی اور وہ دوسرے مسلمانوں کی مثل ہوں گے نہ ان پر ظلم کیا جائے گا نہ ان کے خلاف تعاون کیا جائے گا۔

9۔ مسلمانوں کی صلح ایک ہو گی، کوئی مسلمان کسی مسلمان کو چھوڑ کر قتال فی سبیل اللہ کے سلسلے میں مصالحت نہیں کرے گا بلکہ سب کے سب برابری اور عدل کی بنیاد پر کوئی عہد و پیمان کریں گے۔

10۔ جو شخص کسی مومن کو قتل کرے گا اور ثبوت موجود ہو گا اس سے قصاص لیا جائے گا سوائے اس صورت کے کہ مقتول کا ولی راضی ہو جائے۔

11۔ کسی مومن کے لیے حلال نہ ہو گا کہ کسی ہنگامہ برپا کرنے والے (بدعتی) کی مدد کرے اور اسے پناہ دے اور جو اس کی مدد کرے گا یا اسے پناہ دے گا اس پر قیامت کے دن اللہ کی لعنت اور اس کا غضب ہو گا اور اس کا فرض و نفل کچھ بھی قبول نہ ہو گا۔

12۔ تمہارے درمیان جو بھی اختلاف رونما ہو گا اسے اللہ عزوجل اور محمد ﷺ کی طرف پلٹا جائے گا۔" (6)

غیر مسلموں سے مصلحت پر مبنی معاہدات:

یہود، غیر یہود اور عرب قبائل سے معاہدات:

یہود سے معاہدات:

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں جب مسلمانوں کے درمیان عقیدے، سیاست اور نظام کی وحدت کے ذریعے ایک نئے اسلامی معاشرہ کی بنیادیں استوار کر لیں تو غیر مسلموں کے ساتھ اپنے تعلقات منظم کرنے کی طرف توجہ فرمائی۔

مقصود یہ تھا کہ ساری انسانیت امن اور سلامتی کی سعادتوں اور برکتوں سے بہرہ ور ہو اور اس کے ساتھ ہی مدینہ اور اس کے گردوپیش کا علاقہ ایک وفاقی وحدت میں منظم ہو جائے۔

Vol. 5 No.3 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

چنانچہ آپ ﷺ نے رواداری اور کشادہ دلی کے لیے قوانین مسنون فرمائے جن کا اس تعصب اور غلو پسندی سے بھری ہوئی دنیا میں کوئی تصور ہی نہ تھا۔

مدینہ طیبہ کے قریب ترین پڑوسی یہودی تھے۔ یہ اگرچہ درپردہ مسلمانوں سے عداوت رکھتے تھے لیکن بظاہر تصادم اور لڑائی جھگڑے سے فی الحال گریزاں تھے نبی ﷺ نے اس لیے ان کے ساتھ ایک معاہدہ منعقد کیا، جس میں انہیں دین، مذہب اور جان و مال کی مطلق آزادی دی گئی تھی اور جلا وطنی اور ضبطی جائیداد یا جھگڑے کی سیاست کا کوئی رخ اختیار نہیں کیا گیا تھا اس معاہدہ کی اہم دفعات یہ ہیں:

یہود سے معاہدہ کی دفعات:

1 "۔ بنو عوف کے یہود مسلمانوں کے ساتھ مل کر ایک ہی امت ہوں گے یہود اپنے دین پر عمل کریں گے اور مسلمان اپنے دین پر عمل کریں گے اور خود ان کا بھی حق ہو گا اور ان کے غلاموں اور متعلقین کا بھی، بنو عوف کے علاوہ دوسرے یہودی لوگوں کے بھی یہی حقوق ہوں گے۔

2۔ یہود اپنے اخراجات کے ذمہ دار ہوں گے اور مسلمان اپنے اخراجات کے۔

3۔ اور جو طاقت اس معاہدہ کے کسی بھی فریق سے جنگ کرے گی سب اس کے خلاف آپس میں تعاون کریں گے۔ اور اس معاہدہ کے شرکاء باہمی تعلقات، خیر خواہی، خیر اندیشی اور فائدہ رسانی کی بنیاد پر ہوں گے، گناہ پر کوئی شخص اپنے حلیف کی وجہ سے مجرم نہ ٹھرے گا۔

4۔ مظلوم کی مدد کی جائے گی اور جب تک جنگ برپا رہے گی یہود بھی مسلمانوں کے ساتھ خرچ برداشت کریں گے۔

5۔ اس معاہدے کے سارے شراکاء پر مدینہ میں ہنگامہ آرائی اور کشت خون حرام ہو گا، اس معاہدے کے فریقوں کے مابین کوئی نئی بات یا جھگڑا پیدا ہو جائے جس میں فساد کا اندیشہ ہو تو اس کا فیصلہ اللہ عزوجل کے محمد ﷺ فرمائیں گے۔

6۔ قریش اور اس کے مددگاروں کو پناہ نہیں دی جائے گی، جو کوئی یثرب پر دھاوا بول دے اس سے لڑنے کے لیے سب باہم تعاون کریں گے اور ہر فریق اپنے اطراف کا دفاع کرے گا، اور یہ معاہدہ کسی ظالم یا مجرم کے لیے آڑ نہ بنے گا۔" (7)

اس معاہدہ کے طے ہو جانے کے بعد مدینہ اور اس کے اطراف ایک وفاقی حکومت بن گے جس کا دارالحکومت مدینہ تھا سربراہ خود رسول اللہ ﷺ مقرر ہوئے۔ کلمہ نافذہ اور حکمرانی مسلمانوں کی تھی اور مدینہ اسلام کا دارالحکومت بن گیا۔

امن اور سلامتی کو مزید وسعت دینے کی خاطر نبی ﷺ نے کئی دوسرے قبائل سے بھی حالات کے مطابق اسی طرح کے معاہدات طے فرمائے۔

قریش کی مہاجرین کو دھمکی:

قاضی سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں:

"قریش مکہ نے مسلمانوں کو پیغام بھیجا کہ تم مغرور نہ ہونا کہ مکہ سے صاف بچ کر نکل آئے ہم یثرب ہی پہنچ کر تمہارا ستیاناس کر دیتے ہیں۔" (8)

اور یہ محض دھمکی نہ تھی رسول اللہ ﷺ کو نہایت پختہ ذرائع سے قریش کی چالوں اور برے ارادوں کا علم ہو گیا کہ آپ نبی ﷺ یا تورات جاگ کر گزارتے یا پھر صحابہ کرامؓ کے سخت پہرے میں ہی سویا کرتے تھے۔

قریشی حملوں کے انسداد کے لیے رسول اکرم ﷺ کی حکمت عملی:

رسول اللہ ﷺ نے اس حکمت کے پیش نظر اپنے تسلط اور کنٹرول کو قریش کی اس تجارتی شہراہ تک پھیلانے کا فیصلہ کیا جو مکہ سے شام جاتی تھی اس سلسلہ میں بنی ﷺ نے دو منصوبے اختیار کیے۔

پہلا منصوبہ: "جو قبائل اس شہراہ کے ارد گرد یا اس شہراہ سے مدینے تک کے درمیانی علاقے میں آباد تھے، ان کے ساتھ دوستی اور جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کیا

-

دوسرا منصوبہ: اس شہراہ پر گشتی دستے بھیجنا۔

Vol. 5 No.3 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

اس حکمت عملی کا مقصد یہ تھا کہ مدینے کے گرد وپیش کے راستوں پر عموماً اور مکہ کے راستوں پر خصوصاً نظر رکھی جائے اور احوال کا مسلسل پتا لگایا جائے اور ساتھ ہی ساتھ ان راستوں پر واقع قبائل سے حلیفانہ و مصالحتی معاہدات کیے جائیں، تاکہ یثرب کے مشرکین ویہود اور آس پاس کے بدؤں کو یہ احساس دلایا جائے کہ مسلمان طاقتور ہیں اور قریشی اپنے اقتصاد اور اسباب معیشت کو خطرے میں دیکھ کر صلح کی طرف مائل ہو جائیں اور مسلمانوں پر ظلم وستم سے باز آجائیں تاکہ مسلمان دعوت الی اللہ کے معاملہ میں آزاد ہوسکیں۔

اطراف مدینہ میں معاہدات کی خاطر جو مہمات روانہ ہوئیں۔"ان میں سے پہلی مہم قبیلہ جہینہ کی طرف تھی۔ جہینہ مدینہ سے تین منزل پر آباد تھا اور ان کا کوہستان دور تک پھیلا ہوا تھا ان سے یہ معاہدہ کیا کہ یہ لوگ فریقین سے یکساں تعلقات رکھیں گے یعنی دونوں کے معاملات سے الگ رہیں گے۔" (9)

بنو ضمرہ سے حلیفانہ معاہدہ:

صفر 2ھ اگست 633ء میں ستر مہاجرین کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ بہ نفس نفیس ودان تشریف لائے سعد بن عبادہؓ کو مدینہ میں اپنا قائم مقام مقرر فرمایا، مقصد قریش کے ایک قافلہ کی راہ روکنا تھا لیکن جنگ کی نوبت نہ آئی بظاہر یہ لوگ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے چنانچہ آپ ﷺ نے بنو ضمرہ کے سردار وقت، عمرو بن بخشی الضمری سے حلیفانہ معاہدہ کیا۔

معاہدہ کی عبارت یہ تھی:

"یہ بنو ضمرہ کے لیے محمد ﷺ کی تحریر ہے یہ لوگ اپنی جان اور مال کے بارے میں مامون رہیں گے اور جو ان پہ یورش (حملہ) کریگا اس کے خلاف ان کی مدد کی جائے گی الا یہ کہ یہ خود اللہ کے دین کے خلاف جنگ کریں گے (یہ معاہدہ اس وقت تک کے لیے ہے) جب تک سمندر ان کو تر کرے (یعنی ہمیشہ کے لیے ہے) اور جب نبی ﷺ اپنی مدد کے لیے انہیں آواز دیں گے تو انہیں آنا ہو گا۔" (10)

یہ پہلی فوجی مہم تھی جس میں حضور ﷺ خود تشریف لے گئے اور پندرہ دن مدینہ سے باہر گزار کر واپس آئے۔ "اس مہم کے پرچم کا رنگ سفید تھا اور حضرت حمزہؓ علمبر دار تھے، اور چونکہ بنو ضمرہ پہلے اسلام کے معاہدہ میں داخل ہو چکے تھے اس لیے انہوں نے آسانی سے یہ شرطیں منظور کرلیں۔" (11)

بنو مدلج اور ان کے حلیف بنو ضمرہ سے عدم جنگ کا معاہدہ:

جمادی الاخریٰ 2ھ، دسمبر 633ء کو رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ دو سو مہاجرین تھے لیکن آپ ﷺ نے کسی کو روانگی پر مجبور نہیں کیا تھا سواری کے لیے تیس اونٹ تھے اس لیے لوگ باری باری سوار ہوتے تھے مقصد قریش کا ایک قافلہ تھا جو ملک شام سے جا رہا تھا، معلوم ہوا کہ قافلہ چل چکا ہے لیکن یہ اس وقت نکل چکا تھا یہ وہی قافلہ تھا جسے شام سے واپسی پر نبی ﷺ نے گرفتار کرنا چاہا تو یہ بچ نکلا لیکن جب جنگ بدر پیش آئی اس غزوہ میں آپ ﷺ نے بنو مدلج اور بنو ضمرہ سے حلیفانہ معاہدہ کیا۔ تو بعد میں یہ ہوا کہ:

"بئر معونہ کے المناک حادثہ کے بعد واپسی پر حضرت عمرو بن امیہ ضمری وادی مناۃ کے سرے پر واقع مقام قرقرہ پہنچنے پر ایک درخت کے نیچے سائے میں اترے وہیں بنو کلاب کے دو آدمی بھی آکر ٹھہرے، جب وہ دونوں آرام کی نیند سو گئے تو حضرت عمرو بن امیہ ضمری نے ان دونوں کا صفایا کر دیا، خیال یہ کیا کہ اپنے ساتھیوں کا بدلہ چکا دیا ہے حالانکہ ان دونوں کے پاس رسول اللہ ﷺ کی طرف سے عہد مصالحت تھا مگر حضرت عمرو بن امیہ کو علم نہ تھا، بعد میں رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کی دیت ادا کی۔" (12)

قبیلہ فزارہ سے مصالحتی معاہدہ:

غزوہ بدر کے چھ ماہ بعد آقاؐ کو اطلاعات موصول ہوئیں کہ شام کے مقام دومۃ الجندل کے قریب آباد قبائل آنے جانے والے قافلوں اور مسافروں پر ڈاکے ڈال رہے ہیں سب سے اہم بات یہ کہ انہوں نے مدینہ منورہ پر حملہ کی پوری تیاری کے بعد بھاری جمعیت فراہم کر رکھی ہے۔"ان اطلاعات کے پیش نظر آقاؐ نے سباع بن عرفطہ غفاریؓ کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر فرمایا اور خود ایک ہزار مسلمانوں کی نفری سمیت کوچ فرمایا اور بنو غدرہ کا ایک آدمی راستہ بتانے کے لیے بطور گائیڈ اپنے ساتھ رکھ لیا رات کو آپ ﷺ سفر فرماتے اور دن کو چھپے رہتے تاکہ دشمن پر اچانک اور بے خبری میں ٹوٹ پڑیں قریب پہنچنے پر پتہ چلا کہ وہ لوگ باہر

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

نکل چکے ہیں، لہذا ان مقبوضہ موشیوں اور چرواہوں پر ہلہ بول دیا کچھ ہاتھ آئے اور کچھ نکل بھاگے جہاں تک دومتہ الجندل کے باشندوں کا تعلق تو جس کا جدھر سینگ سمایا بھاگ نکلا جب مسلمان دومتہ الجندل کے میدان میں اترے تو کوئی نہ ملا، حضورؐ نے چند دن قیام فرما کر متعدد دستے روانہ کیے لیکن کوئی بھی ہاتھ نہ آیا تو بالآخر آپ ﷺ واپس مدینہ پلٹ آئے تو اسی غزوہ میں آپ ﷺ نے عینیہ بن حصن سے جو قبیلہ فزارہ کے سردار تھے مصالحتی معاہدہ فرمایا۔" (13)

فزارہ غطفان یہود خیبر کے حلیف تھے رسول اللہ ﷺ نے انہیں ناطرف دار رہنے کا حکم دیا۔

بنو غدرہ، وادی القری اور فدک:

بنو غدرہ بھی یہودی تھے خیبر کے یہود کے انجام سے گبھرا کر انہوں نے خود مصالحتی پیش کش کی جو رسول ﷺ نے قبول فرمائی۔"وادی القریٰ کے لوگوں سے خیبر سے واپسی پر حضور ﷺ نے اطاعت کا مطالبہ کیا انکار پر کچھ (معمولی نوعیت کی) جنگ رہی پھر مفتوح قوم کی شروط جو کیبر کے مماثل تھیں مجبوراً قبول کرنی پڑیں یعنی مصالحت قرار پائی۔" (14)

اہل فدک سے معاہدہ:

خیبر کے کچھ فاصلہ پر مدینہ کے راستہ میں فدک بھی پڑتا ہے۔"آپ ﷺ نے ایک مبلغ محیصہ بن سعودؓ کو وہاں بھیجا جوابا ان لوگوں نے گبھرا کر بغیر لڑائی لڑے مصالحتی پیش کش کی حضور ﷺ نے ان کو امن کی ضمانت عطا فرمائی۔"(15)

بنو غطفان سے معاہدہ کی کوشش:

جنگ خندق کے موقع پر حیی بن اخطب کی کوششوں سے سلام بن شکم کی جماعت قریش کو ملنے گئی،"قریش ابوسفیان اور غطفان اپنے لیڈر عینیہ بن حصن ،بنو مرہ اپنے کمانڈر حارث بن عوف اور بنو دین اشجع کی قیادت میں لڑائی کے لیے نکلے اس لیے اس جنگ کو قرآن نے غزوہ احزاب کا نام دیا ہے اہل اسلام کی تعداد تین ہزار جبکہ دشمنان دین اعدائے اسلام کی تعداد دس ہزار تھی۔ الغرض اس نازک ترین اور خوفناک صورت حال میں آپ ﷺ نے بنو غطفان کے دونوں لیڈروں عینیہ بن حصن اور حارث بن عوف کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ وہ مدینہ کے پھلوں سے ایک تہائی پھل اور مصالحت وحلیفی کر لیں یعنی قریش و یہود کا ساتھ چھوڑ کر واپس چلے جائیں، دونوں لیڈر اس معاہدہ پر راضی ہو گئے اس بابت ایک تحریر بھی لکھی گئی صرف اس معاہدہ کو آخری شکل دینا باقی تھی گواہوں کے دستخط ابھی ثبت نہیں ہوئے تھے معاملہ ابھی زیر غور تھا کہ آپ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذؓ اور سعد بن عبادہؓ سے مشورہ لیا انہوں نے لڑنے کو ترجیح دی آپ ﷺ نے بھی ان کی تائید کی حضرت سعدؓ نے وہ کاغذ پکڑا اور اس میں جو لکھا تھا اس کو کاٹ دیا اور کہا ان کو کھلی چھٹی ہے جو چاہیں کریں۔" (16)

معاہدہ حدیبیہ 6ھ:

حدیبیہ دراصل ایک کنواں ہے، جس کے نام پر سارا علاقہ حدیبیہ کہلاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ آنے سے قبل مدینہ میں ایک خواب دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے ساتھیوں سمیت مسجد حرام میں داخل ہوتے ہیں، آپ ﷺ نے خانہ کعبہ کی چابیاں لے لی ہیں سب نے بیت اللہ کا طواف کیا ہے۔

آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو خواب سنایا تو وہ بہت خوش ہوئے وہ سمجھے کہ وہ اسی سال ہی مکہ معظمہ میں داخل ہوں گے چنانچہ آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ میں عمرہ کرنے کا اعلان فرمایا۔ سفر کی زور و شور سے تیاریاں ہونے لگیں آقاؐ نے گرد و نواح میں بسنے والوں کو بھی ساتھ چلنے کی دعوت دی آپ ﷺ کا لڑائی کا ارادہ نہیں تھا مگر کفار قریش کی طرف سے اندیشہ ضرور تھا کہ وہ آپ ﷺ سے لڑائی کریں گے یا مکہ میں داخلہ سے روکیں گے حضور اکرم ﷺ اپنی قصواء اونٹنی پر سوار ہو گئے مدینہ میں عبداللہ ابن مکتوم کو نائب مقرر کیا آپ ﷺ کی بیوی حضرت ام سلمہؓ بھی ساتھ تھیں، آپ ﷺ میان میں بند تلوار کے سوا کسی قسم کے ہتھیار نہیں لائے تھے۔ صحیح بخاری میں مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے روایت کے مطابق "جب آپ ﷺ غدیر الاشطاط میں پہنچے تو بنو خزاع میں سے ایک جاسوس نے آپ ﷺ کو اطلاع دی کہ قریش نے اپنی فوجیں جمع کر رکھی ہیں اور اپنی امداد کے لیے مختلف قبائل سے لوگوں کو اکٹھا کر لیا ہے وہ آپ ﷺ کو بیت اللہ سے روکنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔" (17)

Vol. 5 No.3 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

اسی دوران سہیل بن عمرو آگیا قریش نے ان کو صلح کے ارادہ سے بھیجا۔ پھر سفارت کاری کے لیے سیدنا عثمان بن عفانؓ کو بھیجا گیا ابان بن سعید بن عاص نے ان کو پناہ دی، حضرت عثمانؓ کو قریش نے اپنے پاس ٹھہرا لیا تو افواہ پھیل گئی کہ وہ شہید کر دیے گئے ہیں بطور سفیر کسی کو قتل کرنا ایک بہت بڑا بین الاقوامی جرم تھا اس کے نتیجہ میں بیت رضوان ہوئی

((عن جا بر قا ل : قال رسول اللہ لایدخل النار احدممن با یع تحت الشجرۃذکر العداد الذی کان مع المصطفیٰ یوم الشجرۃمناصحابہ)) (18)

حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی ہے ان میں سے کوئی شخص آگ میں داخل نہیں ہو گا۔"

الغرض جب معاہدہ طے پا گیا تو حضرت علیؓ کو بطور کاتب بلایا گیا فرمایا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھو، سہیل نے کہا: باسمک اللھم لکھو تو آپ ﷺ کے حکم کے مطابق حضرت علیؓ نے لکھ دیا پھر حکم دیا لکھو: کہ یہ صلح نامہ ہے جو محمد ﷺ نے سہیل بن عمرو سے کیا، اس نے اعتراض کیا کہ: محمد بن عبد اللہ لکھو، تو پھر ایسے لکھوایا گیا۔ صحیح بخاری میں ہے بقول زہری: آپ ﷺ نے ان کی ہر بات اس لیے تسلیم کر لی کہ آپ ﷺ نے عہد کیا تھا کہ اگر وہ اللہ کی حرمتوں کا احترام کریں گے تو پھر وہ جو بات منوائیں گے میں مان لوں گا، اس کے بعد فرمایا: کہ "ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان راستہ چھوڑ دو تاکہ ہم اس کا طواف کر لیں، سہیل نے کہا: ہم نہیں چاہتے کہ قریش میں ہماری بدنامی ہو کہ مسلمان ہماری مرضی کے خلاف جبراً مکہ داخل ہوئے ہیں، ہاں آئندہ سال آپ لوگ بیت اللہ کا طواف کر سکتے ہیں ایسا ہی لکھا گیا۔" (19)

ابن اسحاق لکھتے ہیں: کہ فریقین کے مابین مندرجہ ذیل باتوں پر اتفاق ہو گیا،

1۔ "دس سال تک لڑائی بند رہے گی۔ لوگ باامن زندگی بسر کریں اور فریقین میں سے کوئی ایک دوسرے پر دست درازی نہ کرے۔

2۔ قریش کا جو آدمی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر محمد ﷺ کے پاس جائے گا وہ اسے واپس کریں گے اور محمد ﷺ کے ساتھیوں میں سے جو آدمی قریش کے پاس آئے گا وہ اسے واپس نہیں کریں گے نیز قبائل عرب میں سے جو قبیلہ محمد ﷺ سے یا قریش کے عہد میں داخل ہونا چاہے اسے اختیار ہے کہ وہ فریقین میں سے جس کے عہد میں چاہے داخل ہو جائے۔

اسی شق کے تحت بنو خزاعہ نے اعلان کیا کہ ہم محمد ﷺ کے عہد میں داخل ہوتے ہیں اور بنو بکر نے اعلان کیا کہ ہم قریش کے عہد میں داخل ہوتے ہیں۔

اسی سال آپ ﷺ واپس چلے جائیں، آئندہ سال ہم رسول اللہ ﷺ کے راستہ سے ہٹ جائیں گے آپ ﷺ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مکہ میں داخل ہو سکتے ہیں اور تین دن ٹھہر سکتے ہیں آپ ﷺ کے ساتھ ایک مسافر کا ہتھیار ہو، یعنی صرف میان میں تلوار اس کے سوا کوئی ہتھیار ساتھ نہیں لا سکتے۔" (20)

یہ معاہدہ درحقیقت قریش کی سخت نفسیاتی گھبراہٹ، پریشانی، اعصابی دباؤ اور شکستگی کی علامت تھا اور مسلمانوں کے لیے یہ معاہدہ صلح "ایک فتح عظیم" تھا۔

صلح حدیبیہ کے نتائج:

1۔ اس معاہدہ میں قریش نے مسلمانوں کو تین رعائتیں دے کر صرف ایک رعایت حاصل کی، لیکن یہ رعایت حد درجہ معمولی اور بے وقعت تھی، کیونکہ مدینہ سے کوئی مسلمان بھاگ نہیں سکتا تھا اور مکہ سے مسلمان ہو کر آنے والوں کے لیے مدینہ کے علاوہ پوری زمین ہجرت اور پناہ گاہ کے طور پر خالی تھی۔

2۔ پھر دس سالہ جنگ بندی سے قریش کا غرور خاک میں مل گیا اور انہوں نے مسلمانوں کو اپنے مساوی فریق کے طور پر تسلیم کر لیا۔

3۔ جنگ بندی اور امن کے ماحول میں جب عقیدے اور امن کے بارے میں لوگوں کو مکمل آزادی مل جائے۔ تو اس کا نتیجہ فتح اور کامیابی ہی ہوتا ہے۔ لہٰذا اس صلح کے ذریعے سے مسلمان آزادی سے ہر ایک کو دعوت دین پہنچا سکتے تھے، جو کہ جنگ کی صورت میں ممکن نہ تھی کیونکہ مسلمانوں کی جنگ کا مقصد ہی صرف یہ تھا کہ ہر شخص اپنی مرضی سے مسلمان ہو جائے یا کافر رہے جبر و ظلم کا خاتمہ ہو تو یہ مقصد صلح کے ذریعے حاصل ہو گیا۔ اور صلح کی جانب قریش کا جھکنا ہی مسلمانوں کی قوت اور برتری کا اعتراف تھا۔

Vol. 5 No.3 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

4۔ پہلے مسلمان فوج کی تعداد تین ہزار سے کبھی زیادہ نہ ہوئی تھی جبکہ صلح کے " محض دو سال میں اسلامی فوج کی تعداد دس ہزار ہو گئی۔ قریش کو جزیرۃ العرب کی بجائے اپنی پڑ گئی، ان کو دنیاوی صدر نشینی اور دینی پیشوائی کا جو منصب حاصل تھا وہ سب بھلا چکے تھے۔ " (21)

معاہدہ فتح خیبر:

یہ ایک بہت بڑا شہر تھا جس میں بہت سے قلعے اور زرعی فارم ہیں یہ مدینہ منورہ سے بجانب شمال آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ حدیبہ میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا کہ:

(وَعَدَكُمُ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَذِهِ) (22)

"اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ فرمایا ہے، تم ان کو حاصل کرو گے لیکن ان میں سے پہلی یہ ہے۔"

یعنیً صلح حدیبیہ پہلی ہے اورً مغانم کثیرہً سے مراد فتح خیبر ہے۔"رسول اللہ ﷺ نے حدیبہ سے واپس آ کر ذی الحجہ کا پورا مہینہ اور محرم کے چند دن مدینہ میں قیام فرمایا اور محرم کے باقی ماندہ ایام میں خیبر کے لیے روانہ ہوئے۔

اہل خیبر کو جب علم ہوا تو انہوں نے کنانہ بن ابی الحقیق اور ہوذہ بن قیس کو حصول مدد کے لیے بنو غطفان کے پاس بھیجا وہ یہود خیبر کے حلیف تھے، بنو غطفان تیار ہو کر مدد کے لیے چلے مگر اپنے پیچھے کچھ شور شغب سنائی دینے پر واپس پلٹ گئے، ان کو اندیشہ لاحق ہوا کہ کہیں مسلمانوں نے ان کے بال بچوں اور مویشیوں پر حملہ کر دیا ہے۔"خیبر کی آبادی دو منطقوں میں بٹی ہوئی تھی ایک منطقے میں پانچ قلعے تھے۔ خیبر کی آبادی کا دوسرا منطقہ کتیبہً کہلاتا ہے اس میں صرف تین قلعے تھے۔ لڑائی اور جنگ صرف پہلے منطقے میں ہوئی۔

پھر ابن ابی الحقیق نے پیغام بھیجا کہ میں بات چیت کے لیے آسکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں پھر اس نے آپ ﷺ کے پاس آکر اس شرط پر صلح کر لی کہ قلعہ میں جو فوج ہے اس کی جان بخشی کر دی جائیگی اور ان کے بال بچے انہیں کے پاس رہیں گے یعنی غلام یا لونڈی نہیں بنایا جائے گا بلکہ وہ خیبر کی سرزمین سے نکل جائیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اور اگر تم لوگوں نے مجھ سے کچھ چھپایا تو پھر اللہ اور اس کے رسول ﷺ بری الذمہ ہوں گے۔ یہود نے یہ شرط منظور کر لی اور مصالحت ہو گئی، مصالحت کے بعد تینوں قلعے مسلمانوں کے حوالے کر دیے گئے اور اس طرح خیبر کی فتح مکمل ہو گئی۔ اہل فدک نے بھی اسی طرز پر مصالحت کی۔" (23)

یہود بذات خود کوئی سیاسی یا مقامی حیثیت نہ رکھتے تھے اس لیے ان سے بلواسطہ معاہدہ مصالحت ہوا۔

ربا، اذرح، تیماء اور مقنا کے معاہدات:

تیماء کے یہودیوں کو جب خیبر، فدک اور وادی القریٰ کے باشندوں کے سپر انداز ہونے کی اطلاع ملی تو انہوں نے مسلمانوں کے خلاف کسی قسم کی محاذ آرائی کرنے کی بجائے از خود آدمی بھیج کر صلح کی پیش کش کی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے قبول فرمالیا یہود اپنے مال متاع سمیت مقیم رہے۔ اس کے متعلق آپ ﷺ نے ایک تحریر بھی عنایت فرمادی تھی جو یہ تھی:"یہ تحریر ہے محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بنو تیماء کے لیے، ان کے لیے ذمہ ہے اور ان پر جزیہ ہے، ان پر نہ زیادتی ہو گی نہ انہیں جلاوطن کیا جائے گا اس معاہدہ کی تحریر خالد بن سعید نے لکھی۔

"ربا اور اذرح کے قبیلوں نے بھی جزیہ کی آدائیگی پر مصالحت کی پیش کش کی جو کہ منظور کر لی گئی۔ مقنا کے حاکم ایلہ کو بھی رسول اللہ ﷺ نے ایک تحریر امن لکھ کر دی جو ان کے پاس محفوظ رہی۔" (24)

دومتہ الجندل کے حاکم اکیدر سے مصالحت:

رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولیدؓ کو چار سو بیس سواروں کا دستہ دے کر دومتہ الجندل کے حاکم اکیدر کے پاس بھیجا اور فرمایا:"تم اسے نیل گائے کا شکار کرتے ہوئے پاؤ گے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ تشریف لے گئے، جب اتنے فاصلے پر رہ گئے کہ قلعہ صاف نظر آرہا تھا تو اچانک ایک نیل گائے نکلی اور قلعہ کے دروازے پر سینگ رگڑنے لگی، اکیدر اس کے شکار کو نکلا چاندنی رات تھی تو سیدنا خالدؓ اور ان کے رفقاء نے ان کو جالیا، اور گرفتار کر کے رسول اللہ ﷺ کی

Vol. 5 No.3 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

خدمت میں پیش کیا۔ آپ ﷺ نے اس کی جان بخشی کی اور اس نے جزیہ دینے کا اقرار کیا، چنانچہ آپ ﷺ نے اس سے یحنہ سمیت دومتہ الجندل، تبوک، ایلہ اور تیماء کی شرائط کے مطابق مفاہمتی معاہدہ طے کیا۔

ڈاکٹر حمید اللہ کے بقول: "مقناء کا معاملہ کافی پیچیدہ تھا۔ بہر حال یہ خلیج عقبہ کی بندرگاہ تھی جو کہ غالباً یہودی، عیسائی جھگڑوں کا ہدف بنی ہوئی تھی۔ اور یہاں کے یہودیوں کو ایلہ کے عیسائی پکڑ کر اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ ایلہ سے معاہدہ ہوا تو آنحضرت ﷺ نے حکم دیا: کہ اہل مقناء کو زاد راہ اور سامان دے کر ان کے وطن واپس کر دیا جائے"۔ [25]

ان کے ساتھ جو معاہدہ ہوا اس کے مطابق ان کو حکم دیا گیا تھا کہ اپنے ہتھیار، غلام، جانور اور پیداوار کا چوتھائی حصہ اسلامی حکومت کو ادا کر یں۔

قبیلہ جُہینہ سے معاہدہ:

رمضان 1ھ میں ہجرت کے محض چھ ماہ بعد ہی آنحضرت ﷺ نے قریش کے متعلق اپنی سیاست متعین کرلی تھی۔ کہ ان پر معاشی دباؤ ڈالا جائے اور مسلمان مہاجرین مکہ کی ضبط شدہ جائیداد کا انتقام لیا جائے اس کے ساتھ قریش کی تجارت پر ضرب کاری لگا کر ناطقہ بند کر کے "صلح و امن" کی طرف مائل کیا جائے تو اسی سلسلہ میں ایک فوجی دستہ قبائل جہینہ کی طرف بمقام عیص بھیجا تو وہاں کا سردار مسلمانوں کا حلیف تھا اس فوجی دستے میں کوئی انصار مدینہ میں سے نہ تھا سب کے سب مہاجر تھے آنحضرت ﷺ نے مجدی بن عمرو الجہینی سے درجہ ذیل شرائط پر معاہدہ کیا کہ: "انہیں جان و مال پر امان ہے۔ ان کو ہر ایسے کے خلاف مدد دی جائے گی جو ان پر ظلم کرے یا ان سے جنگ کرے گا، اور ان کے خانہ بدوشوں کو بھی جو معاہدے کی تکمیل اور عہد شکنی سے اجتناب کریں وہی حقوق ہوں گے جو ان بستیوں میں رہنے والوں کو ہیں۔

اس معاہدہ میں حضور اکرم ﷺ نے ان خانہ بدوشوں کو قریشی سمیت مجدی بن عمرو کے بر خلاف بھی مدد کا یقین دلایا کیونکہ مجدی سے ان کے تعلقات کشیدہ ہونے کے باعث ہی انہوں نے مسلمانوں کی حمایت میں آنا قبول کیا تھا۔ جہینہ سے مسلمانوں کے تعلقات بہتر ہوتے چلے گئے چنانچہ آنحضور ﷺ نے موسجہ بن حرملہ الجہینی کو جو "ذوالمرہ" میں رہتا تھا ایک وسیع جاگیر کا پروانہ عطا کیا۔ "یہ مقام ذوالمرہ ساحل کے قریب تھا قریشی کارواں یہیں سے گزرتے تھے دشوار گزار پہاڑی علاقہ بہترین کمین گاہ تھا صلح حدیبیہ کے معاہدہ کے تحت جو مسلمان مدینہ آجاتے ان کو قریش کے ہاتھ واپس کرنا معاہدے کی رو سے ضروری تھا تو جب وہ مسلمان قریش کے قبضہ سے فرار ہوتے تو ابو البصیر صحابی کے پاس اسی "ذوالمرہ" کو اپنا ٹھکانہ بناتے اور قریشی قافلوں کو ہراساں کرتے۔" [26]

بنی شمخ سے معاہدہ:

اسی جہینہ کی شاخ بنی شمخ تھے ان کو بھی منہ مانگے علاقے کی جاگیر عطا ہوئی بہر حال اسی حکمت عملی کے تحت قریش کے کاروانی تجارتی راستہ کی ناکہ بندی کی گئی تاکہ قریش کو ہر طرف سے گھیر کر "راہ امن" پر لایا جا سکے۔

بنی الجرمز سے معاہدہ:

جہینہ کے بنی الجرمز کو ایک امن نامہ اور ان کے علاقے کی سالمیت کی ضمانت دی گئی۔ کہ اسلام لاتے وقت ان کے قبضے میں جو علاقہ تھا وہ انہیں کا سمجھا جائے گا۔ ممکن ہے یہ رقبہ کچھ نزاعی ہو اور خانہ جنگیوں میں اس کے جانے کا خوف دامن گیر ہو اور یہی خوف اس قبیلے کے لیے اسلام لانے کی ترغیب کا باعث بنا ہو۔ عہد نبوی ﷺ کے آخری زمانہ میں عمر بن معبد الجہینی اور بنی الحرمتہ اور بنی الجرمز کو ایک خصوصی پروانہ میں اس شرط پر امن دیا کہ وہ اسلام لائیں، نماز پڑھیں، زکوٰۃ اور مالگزاری بھی دیں۔ جنگوں میں مال غنیمت کا خمس بھی مرکز کو دیا کریں، اپنے غیر مسلم رشتہ داروں سے تعلق بالکل منقطع کرلیں صرف رأس المال لے کر اپنے قرضوں کے سود سے دستبردار ہو جائیں، جو اجنبی اس قبیلے سے بھائی چارہ کر کے اس میں ضم ہو جائیں ان کو بھی یہی حق امن حاصل رہے گا۔ آخر الذکر شرط سے اس قبیلے کی غیر مسلم شاخوں کے سمجھدار افراد کو امن حاصل کرنے کا ایک آسان ذریعہ حاصل ہو گیا۔" [27]

بدیل و خزاعی سرداروں کے نام، مکتوب نبوی ﷺ :

Vol. 5 No.3 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

"مولانا ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں: بدیل اور خزاعی سرداروں کے نام (جو صلح حدیبیہ میں شریک تھے) ایک نامہ مبارک نقل کیا ہے۔ بظاہر یہ صلح حدیبیہ کے بعد اور فتح مکہ سے قبل کا ہے۔ اس میں آپ ﷺ نے انہیں اپنی اولتی اور عظیم محبت کا یقین دلایا ہے، اور فرمایا کہ انہیں بھی مکہ میں اتنے حقوق حاصل ہوں گے جتنے مسلمانان مدینہ کو، یعنی وہ حج اور عمرہ کے لیے تو وہاں جاسکتے ہیں سکونت و توطن کے لیے نہیں اور یہ بھی یاد دلایا کہ خود آپ ﷺ کی طرف سے خزاعیوں کو کوئی گزند صلح حدیبیہ کے بعد نہیں پہنچا سکتا اور آئندہ ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔" (28)

کلاب و ہوازن قبیلہ کا اسلام لانا:

پھر آپ ﷺ نے یہ اطلاع دی کہ کلاب و ہوازن کے فلاں فلاں سرداروں نے بھی مع اپنے اپنے قبیلوں کے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اور انہیں مکرر یقین دلایا ہے کہ مسلمان اور خزاعیوں کے مابین مساوات ہے۔

خزاع کی شاخ بنو اسلم کے نام، پروانہ نبوی ﷺ:

خزاع کی ایک شاخ بنو اسلم تھی ان کے نام ایک پروانہ نبوی ﷺ، کہ: "بنو اسلم کے ان لوگوں کے لیے جو انہیں سے ایمان لاتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، زکوۃ دیتے ہیں، اور اللہ کے دین کے بارے میں بھی بہی خواہی دکھاتے ہیں۔

انہیں ایسے لوگوں کے خلاف مدد دی جائے گی جو ظلم سے اچانک ان پر دھاوا بول دیں اور ان پر نبی ﷺ کی مدد واجب ہو گی جب آپ ﷺ ان کو بلائیں اور ان کے خانہ بدوش بدویوں کے لیے وہی (حقوق و واجبات) ہیں جو ان کی بستی میں رہنے والوں کے لیے ہیں۔" (29)

بریدہ بن الحصیب کا معاہدہ حلیفی:

مجموعہ الوثائق میں ہے کہ "رسول اللہ ﷺ غدیر الاشطاط نامی تالاب پر خیمہ زن ہوتے تھے تو وہاں کا سردار بریدہ بن الحصیب حاضر ہوا اور اپنی قوم کا سلام پیش کرتے ہوئے عرض کی کہ یہ ہماری بستی اور جانور ہیں کچھ لوگ ہجرت کر کے مدینہ جا چکے ہیں باقی یہیں ہیں اب آپ ﷺ کا جو حکم ہو۔ آپ ﷺ نے انہیں وہیں رہنے کی ہدایت فرماتے ہوئے ایک پروانہ عطا کیا۔" (30)

دومتہ الجندل:

یہ شام اور عراق کے درمیان حد فاصل ہے۔ زمانہ قدیم سے شمال اور جنوب کے درمیان ایک طرف آرام اور بابل اور دوسری طرف ہند اور مصر کے سلسلہ تجارت کو جاری رکھنے کے لیے شاہراہ کا کام دیتا تھا۔ گویا عرب سے شمال کو جانے والے تجارتی کارواں سب یہیں پہنچتے پھر شام یا عراق جہاں جانا ہوتا الگ الگ علاقے میں لڑتے۔ "زمانہ جہلیت میں وہاں ایک میلہ (سوق) بھی لگتا تھا اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کی ملکیت کی خاطر آئے دن جنگیں ہوا کرتی تھیں۔

بظاہر خیبری یہودیوں اور مکی قریشیوں کی سازش سے پانچ ھجری میں اکیدر نے آنے والے غلے کے کاروانوں کو یہاں ستانا اور ہراساں کرنا شروع کیا تو مسلمانوں کے لیے یہ بہت بڑا خطرناک سلسلہ تھا تو آپ ﷺ نے اسی خطرے کے پیش نظر اس کی خبر لینے کے لیے بنفس نفیس نجد روانہ ہوئے۔ اسی دوران ہی احزاب نے مدینہ کا محاصرہ شروع کیا تو آپ ﷺ واپس مدینہ کی حفاظت کے لیے تشریف لے گئے۔" (31)

اکیدر کو اسلام کی دعوت:

"حضرت انسؓ کی روایت کے مطابق "کتب الی اکیدر دومتہ یدعوھم الی السلام" مگر آپ ﷺ کے تبلیغی خط کا اس پر کوئی اثر نہ ہوا تو مناسب لگا کہ اکیدر کے حریفوں کو جو اس وقت مغلوب تھے دوستی و حلیفی پیدا کر کے ان کو مضبوط کیا جائے چنانچہ چندماہ بعد چھ ہجری میں عبد الرحمٰن بن عوف کی سرکردگی میں ایک مہم بھیجی جو فوجی سے زیادہ سیاسی مہم تھی۔ انہوں نے قبیلہ کلب میں تبلیغ اسلام کی جب نتیجہ اچھا نکلا تو اس کے ایک سردار الاضبغ کی بیٹی سے شادی کر لی۔ اکیدر نصرانی تھا اور ایک خطرناک ہمسایہ تھا آخر نو ہجری میں تبوک کی مہم اختیار فرمائی تو حضرت خالد بن ولیدؓ کے تحت بھیجے ہوئے دستے نے چھاپہ مار کاروائی میں اکیدر کو زندہ گرفتار کر کے آستانہ نبوی ﷺ کی خدمت میں لا حاضر کیا تو اس نے جزیہ اور دیگر شرائط پر مصالحت کی۔" (32)

حنین، ہوازن، ثقیف و طائف سے معاہدات:

Vol. 5 No.3 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

آنحضرت ﷺ نے ولادت پر بنو ہوازن میں دودھ پیا پرورش پائی اور بچپن کے کئی سال ان میں گزارے تھے۔ آپ ﷺ نے اس کی پوری پوری پاس داری فرمائی اور مکہ والوں کی طرح ان کو بھی معاف فرما دیا مال، جان، بیوی بچے واپس لوٹا دیے۔ پھر بھی شکست کے باوجود اسلام قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوئے مکہ کے مسلمانوں نے جب طائف کے قبائل کی معاشی و اخلاقی قطع تعلقی کرلی تو اس معاشی اور معاشرتی دباؤ کو اہل طائف کتنے دن برداشت کر سکتے تھے کیونکہ چاروں طرف اسلام تیزی سے پھیل چکا تھا۔ چندماہ بعد آخر انہوں نے بھی آپ ﷺ سے دوستی کے حصول کے لیے ایک وفد مدینہ روانہ کیا حلیفانہ دوستی کرنا چاہتے تو تھے مگر ان کے ذہن میں اسلام صرف سیاسی سر تسلیم خم کرنا تھا اس لیے وہ از خود ایک لغو معاہدہ تسوید کر کے لائے تھے جس میں پورے اسلام سے گویا ان کو استثناء حاصل ہو سکے زنا، شراب اور سود کی اجازت ہو بہر حال آپ ﷺ کے سمجھانے کے بعد ان سے ایک معاہدہ حلیفی ہوا۔ تحریر تھا: کہ "بنو ثقیف کو اس خدا کا ذمہ دیا جاتا ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور نبی ابن عبد اللہ کا ذمہ اس چیز کے متعلق ہے جو اس دستاویز میں لکھا گیا ہے۔ اور بے شک ان کی وادی حرام ہے اور سب کی سب خدا کے لیے حرام کی گئی ہے وہاں کے جنگلی خار دار، درخت وہاں کا شکار، وہاں چوری کرنا یا برائی کرنا سب حرام ہیں۔ اور اس وادی کا ثقیف ہی کو سب سے زیادہ استحقاق ہے۔ کوئی مسلمان وہاں جا کر ان کو وہاں سے نہیں نکال سکے گا وہ اپنے طائف میں یا اس کے سوا اپنی وادی میں جو عمارت چاہیں تعمیر کر سکیں گے۔ ان کو نہ تو فوجی خدمت کے لیے جمع کیا جائے گا اور نہ ان سے عشر وزکوۃ لیا جائے گا اور نہ ہی مال یا ذات کے متعلق ان پر کوئی جبر کیا جا سکے گا یہ مسلمانوں کا ہی ایک گروہ ہے جاں چاہیں آ جاسکیں گے اور ان کے پاس جو اسیر ہو گا وہ انہیں کا ہو گا اور انہیں کو سب سے زیادہ استحقاق ہو گا کہ وہ اس کے متعلق جو چاہیں کریں۔"
(33)

مزید یہ کہ " ان کو رہن کی ضمانت پر جو قرض وصول طلب ہو اور اس کی آدائیگی کی مدت آجائے تو اللہ کی طرف سے براءت ہے اور جو قرض رہن کی ضمانت پر موسم عکاظ کے بعد تک کے لیے ہو تو اس کا اصل رأس المال عکاظ کے وقت ادا کر دیا جائے۔

اور ثقیف کو لوگوں سے جو امانت یا مال یا آدمی (یعنی لونڈی یا غلام) جسے امانت رکھانے والے نے مال غنیمت میں حاصل کیا تھا یا اسے کھویا تھا وصول طلب ہو تو ضرور واپس کیے جائیں گے۔ "اگر ثقیف کا جد حلیف تجارتی معاملت دار ہو تو اس کو بھی ثقیف کے طے شدہ امر ہی حاصل ہوں گے۔ اگر ثقیف پر کوئی الزام لگائے یا کوئی ظالم ان پر ظلم کرے اس کے متعلق اس کی بات نہیں جانی جائے گی چاہے مال کے متعلق ہو یا جان کے، رسول اللہ ﷺ اور تمام مسلمانان ثقیف کی مدد اس شخص کے خلاف کریں گے جو ان پر ظلم کرے گا۔ ان کا امیر ان ہی میں سے ہوا کرے گا کوئی دوسرا نہیں۔ اور ثقیف والے قریش کے جن تاکستانوں کی آب رسانی کریں گے تو آب رساں کو اس کا آدھا ملے گا۔" (34)

اہل قریش سے حلیفی معاہدہ:

فتوح البلدان کے مطابق "طائف کے جنوب میں قبادلہ اور جرش کافی اہم مقام تھے فتح مکہ کے بعد طائف کے اسلام لانے سے قبل ایک یمنی سردار مر بن عبد اللہ لازوری نے اسلام قبول کیا۔ آپ ﷺ نے اس کو اس بات کا پابند بنایا کہ اپنے آس پاس کے علاقے میں مناسب فوجی کاروائیاں کریں۔

"مر بن عبد اللہؓ آپ ﷺ کے حکم سے ایک فوج لے کر چلے اور جرش پر اترے جو ان دنوں ایک فصیل بند شہر تھا محاصرے کی تاب نہ لا کر اہل جرش نے مجبور ہو کے معاہدہ حلیفی کیا۔" (35)

خلاصہ یہ تھا کہ ان کی جائیداد ان ہی کے پاس رہے گی اور مسلمان مسافروں کی گزرتے وقت یہ مفت مہمان نوازی کیا کریں گے نیز وہاں کے اہل کتاب یہود پر بھی جزیہ لگایا گیا۔ ابوسفیان کو گورنر بنا کر بھیجا گیا۔

حاصل بحث:

یہ حلیفانہ یا مفاہمتی معاہدات دراصل سیاست نبوی ﷺ کا شاہکار ہیں جیسا کہ عنوان کے لغوی مفاہیم سے واضح ہو چکا ہے کہ انتہائی زیرکی اور دنائی، فہم و تدبر سے اپنے مشن کے طریق سے جتنے کانٹے اور رکاوٹیں تھیں چن چن کر ان کا تدارک فرمایا۔ یہ آپ ﷺ کی فہم و فراست و بصیرت کا بین ثبوت ہے۔ ان مصالحتی

Vol. 5 No.3 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

مہمات کے مطالعہ سے ہم اس نتیجے تک پہنچتے ہیں کہ دراصل ایک سفارتی مشن کے پس منظر میں آفتاب نبوہ ﷺ کے چند ہمہ گیر مقاصد تھے جن کا ذیل میں تذکرہ کیا جارہا ہے۔

تبلیغ رسالت:

سب سے پہلا بنیادی اصول جو ہر حالت میں پیش نظر رہا وہ یہ تھا کہ جس مشن اور مقصد رسالت کو لے کر آپ ﷺ مبعوث ہوئے تھے اس کی اشاعت ہو۔اس عظیم مقصد کی خاطر آپ ﷺ نے ذاتی، مالی منفعت، خواہش، انتقام غرض ہر نوع کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کیا۔ چنانچہ فتح مکہ کے موقع ہر دشمن سے لوٹ مار کا بدلہ، قتل وغارت، جسمانی ومالی نقصانات کا بدلہ، مہاجرین کی غضب شدہ جائیدادوں کا قبضہ، گرفتار مغلوب ومفتوح قوم سے فدیہ، غلاموں پر ظلم وستم کا بدلہ لیا جاسکتا تھا مگر ایک ہی مقصد تھا کہ دین حق کی تبلیغ کی راہیں مسدود نہ ہوں۔ قبل از ہجرت مکہ میں دنیا کا ہر لالچ دے کر حضور ﷺ کو تبلیغ سے باز رکھنے کی پوری کوشش کی گئی مگر آپ ﷺ نے فرمایا :"اگر میرے ایک ہاتھ پر چاند اور دوسرے پر سورج توڑ کر رکھ دو تب بھی تبلیغ رسالت سے باز نہیں آسکتا۔" (36)

صلح ومفاہمت کا اسلامی دعوت پر گہرا اثر پڑا۔ دعوت کی رفتار تیز ہوگئی۔ مسلمان آزادی سے عام عرب کو ملنے لگے صلح حدیبیہ میں جتنے لوگ مسلمان ہوئے وہ سب صلح وحیلفی کا کرشمہ تھا۔

اندرونی استحکام:

کوئی بڑی سے بڑی سلطنت جو کہ اندرونی خلفشار میں مبتلا ہو اکثر حقیر اور کمزور دشمنوں تک کا مقابلہ نہیں کر سکتی اوس اور خزرج، بدوی اور حضری اختلافات کا قلع قمع کر کے باشندگان یثرب کو ایک وفاقی وحدت اور اخوت کی لڑی میں پرو دینا کمال درجہ کی فطانت اور دور اندیشی کا کرشمہ تھا۔

قوت مجتمع رکھنا:(مرکز کی براہ راست نگرانی)

عرب میں جو شخص، قبیلہ، خاندان مسلمان ہو جاتا اس پر لازم تھا کہ وہ ہجرت کر کے مدینہ یا مضافات میں آبسے نتیجتاً مسلمان فوج میں روز افزوں اضافہ اور نومسلم افراد کی براہ راست تربیت عمدگی سے کی جاتی رہی۔ علاوہ ازیں حلیف قبائل کی براہ راست نگرانی بھی اور مزید یہ کہ اطراف مدینہ سے لے کر مضافات مکہ تک چھاپہ مار کاروائیوں سے بدوی قبائل پر اسلامی قوت کی دھاک بٹھائی جاتی رہی۔

خبر رسانی اور ناکہ بندی:

دشمن کی ہر نقل وحرکت سے پوری طرح باخبر رہنا اور اپنی نقل وحرکت سے دشمن کو آخر دم تک بے خبر رکھنا ایک زیرک سیاستدان کی اعلیٰ استعداد اور لیاقت وبصیرت پر دال ہوتا ہے۔

غزوہ خندق کے ایام میں آپ ﷺ شمالی عرب میں دومتہ الجندل کی طرف محو سفر تھے حضور ﷺ کا آدھے راستے سے واپس آجانا محاصرہ کنٹرول سے پہلے، دو ہفتے کی مہلت پا کر خندق کی کھدائی مکمل کرنا، خبر رسانی کے عمدہ انتظام پر دلالت کرتا ہے۔ اسی طرح فتح مکہ کی مہم کی خفیہ راز کی مخبری پر مخبر کو راستے میں ہی پکڑ لینا ناکوں پر چوکیوں کے ذریعے جس طریق کا انتظام دس ہزار لشکر کر کے دشمن کو مغالطہ میں ڈالنا، غلط سمت چل کر چکر لگا کر منزل مقصود تک پہنچنا بر وقت زیر عملی رہتا تھا۔

معاشی دباؤ:

دشمن کی رسد میں رکاوٹ پیدا کرنا تاکہ وہ تعدی سے باز رہے قریش کا روزگار تجارت سے چلتا تھا سردیوں میں جنوب (یمن) اور گرمیوں میں شمال (شام، فلسطین، مصر، عراق وغیرہ) جایا کرتے تھے ہجرت کے چند ماہ بعد ہی سے نبی ﷺ نے گزرگاہوں کے اردگرد قبائل کے لحاظ سے راستے بند کرنے شروع کر دیے تھے جب اسلامی ناکہ بندی سخت تر ہوگئی تو قریش مکہ ساحلی راستہ ترک کر کے صحرا کے طریق عراق جانے لگے جلد ہی آنحضرت ﷺ کا اثر نجد تک پھیل گیا تو یہ راستہ بھی بند ہو گیا پھر بحرین اور یمامہ سے بھی غلہ بند ہو گیا۔

غنیم کے دوستوں کو توڑ لینا:

Vol. 5 No.3 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

مختلف وسائل سے قریش کے دوستوں کو منحرف کرکے قریش کا دشمن بنانا اور مسلمانوں کا دوست بنانا ہی طریقہ نبوی ﷺ تھا اطراف مدینہ کے قبائل سے حلیفی کی بنیاد قریش کی معاونت سے انحراف تھا صلح حدیبیہ میں یہود خیبر کو قریش سے جدا کرنا ایک بہت بڑی سیاسی فتح تھی۔ اس کے علاوہ دشمن کو اس کے دشمنوں سے گھیر لینا مکہ کے اطراف کے قبائل کا مطیع ہو کر قریش کے خلاف مدد کرنا، دشمن میں پھوٹ ڈالنا، دشمن کے ایک طبقہ کو موہ لینا، دشمن کے اندر خانگی رقابت کو ہوا دینا عظیم مقاصد تھے۔ جن کو بروئے کار لاکر نبی ﷺ مدینہ کو ریاست بنا کر دس لاکھ مربع میل پر حکومت بنانے میں کامیاب رہے۔

تنظیم سازی:

مدینہ آنے کے بعد مسلمان چونکہ ایک مستقل امت بن چکے تھے اس لیے ان کی اجتماعی تنظیم سازی کی بھی ضرورت تھی۔ ظاہر ہے کہ ہر تنظیم میں کچھ حقوق اور واجبات ہوتے ہیں آپ ﷺ نے ان نکات کی نشاندھی فرمائی اور انہیں اور ان سے الگ ایک مستقل امت قرار دیا۔

علاوہ ازیں غیر مسلم مشرک، یہود قبائل کو بھی تنظیم سازی کر کے شہری محالفت کے ذریعے خدو خال واضح فرمائے۔

حوالہ جات

1۔ ابن ہشام، ابو محمد، عبد الملک بن ہشام، السیرۃ النبویۃ، بیروت لبنان: 1/ 133۔

2۔ علامہ شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی، سیرت النبی ﷺ، حذیفہ اکیڈمی، اردو بازار لاہور، 2000: 1/ 107۔

3۔ ابن حجر، عسقلانی، شرح صحیح بخاری، مکتبہ السلفیہ، 2019ء:123۔

4۔ ابن القیم، الجوزیہ، امام، زاد المعاد فی ھدیً خیر العباد، المصریۃ، نفیس اکیڈمی، کراچی، 2012 :2/ 56۔

5۔ سورۃ الانفال، 8 : 75۔

6۔ صفی الرحمٰن، مبارک پوری، الرحیق المختوم، دار احیاء التراث، لبنان، 1976ء:92۔

7۔ محمد ادریس، کاندھلوی، مولانا، سیرت مصطفیٰ ﷺ، مکتبہ خلیل، یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، لاہور، 1100ء:2 / 372۔

8۔ محمد سلیمان، منصور پوری، قاضی، رحمۃ اللعالمین، الفیصل ناشران و تاجران کتب، غزنی سٹریٹ، اردا بازار لاہور، 1991ء:112۔

9۔ اکرم ضیاء العمری، ڈاکٹر، سیرت رحمت عالم ﷺ، شفیق پریس، لاہور، 2017ء:259۔

10۔ ابراھیم بن محمد، الباجوری، المواھب الدینیۃ علی الشمائل المحمدیۃ، طبع دار السلام (ت حوامۃ)، المکتبہ الوفیۃ، دسمبر، 2008ء:159۔

11۔ اسد گیلانی، سید، ڈاکٹر، رسول اکرم ﷺ کا پیغام، فیروز سنز (پرائیویٹ لمیٹڈ)، لاہور، کراچی، 1992ء:444۔

12۔ صفی الرحمٰن، مبارک پوری، تجلیات نبوت، دار السلام پبلشر اینڈ ڈسٹری بیوٹر ریاض، لاہور، 2008ء:160۔

13۔ امیر افضل خاں، میجر، رسول اللہ ﷺ کی جنگی حکمت عملی اور تدبیرات کا عسکری تجزیہ، تصوف فاؤنڈیشن 249 این سمن آباد، 2002ء:324۔

14۔ المبسوط، شمس الائمہ، السرخسی، دار احیاء التراث العربیۃ، س۔ن، 2/ 76۔

15۔ علامہ البلاذری، ابو احسن، احمد بن یحیٰ، الفتوح البلدان، دار المعارف، مکتبۃ السلفیہ، 190ھ، : 25۔

16۔ محمد بن عبد الوہاب، النجدی، مختصر سیرت رسول، مطبعۃ السنۃ المحدیۃ، 1385ھ، : 655۔

17۔ ابو بکر بن ابی شیبہ، مصنف ابن ابی شیبہ، مکتبہ الرشد الریاض، الطبعۃ الاولیٰ، 1409ھ:7/ 387۔

18۔ محمد بن حبان بن احمد بن حبان، صحیح ابن حبان، باب الخروج و کیفیۃ الجھاد، دار المعارف، 1952ء:11/ 127۔

19۔ صحیح بخاری، کتاب الشروط، باب اسلام میں داخل ہوتے وقت اور معاملات بیع و شراء میں کون سی شرطیں لگانا جائز ہیں؟ : 2711 3/ 195۔

20۔ محمد بن اسحاق بن یسار، المطلبی، السیرۃ النبویۃ ﷺ، دار الکتب العلمیۃ، اکتوبر: 2008ء:144۔

Vol. 5 No.3 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

21۔ امیر افضل خاں، حضور پاک ﷺ کا جلال و جمال، ایس ٹی پرنٹرز گوالمنڈی، راولپنڈی، نومبر، 1993ء:366۔

22۔ سورۃ الفتح، 48 : 20۔

23۔ اخلاق حسین قاسمی، دہلوی، مولانا، اخلاق رسول ﷺ مکتبہ رشیدیہ، کراچی نمبر1، 1983ء:42۔

24۔ ابن سعد، محمد بن منیع الزھری، الطبقات الکبریٰ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، الطبعۃ الاولیٰ، 6991ء، ص:279۔۔

25۔ حمید اللہ، ڈاکٹر، رسول اللہ ﷺ کی سیاسی زندگی، ناشر آصف جاوید برائے نگارشات، پبلشرز، 24، مزنگ روڈ لاہور، 2013ء:159۔

26۔ اسعد گیلانی، سید، حضور اکرم ﷺ اور ہجرت، ادارہ ترجمان القرآن، ذیلدار پارک اچھرہ، لاہور، 1401ھ:206۔

27۔ پیر، محمد کرم شاہ، الازہری، ضیاء النبی ﷺ ، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور، 1413ھ:170۔

28۔ محمد اجمل، باشمیل، صلح حدیبیہ، (ترجمہ اختر فتح پوری)، نفیس اکیڈمی، اردو بازار، کراچی، 1985ء227۔

29۔ مولانا ابو الکلام آزاد، الہند، امام، پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت کے عملی پہلو، اسلامیکا فاؤنڈیشن، جدہ۔ کراچی، 2000ء:125۔

30۔ محمد حمید اللہ، مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ للعھد النبوی والخلافۃ الراشدۃ، دار النفائس، 1987ء:250 ۔

31۔ ابو العباس، احمد القلقشندی، صبح الاعشیٰ فی کتابۃ الانشاء دار الکتب المصریۃ، 1340ھ:2/ 292۔

32 ۔ صفی الرحمٰن، مبارک پوری، سیرت النبی ﷺ ، دار اندلس، س۔ن،: 336۔

33۔ احمد رضا خاں، بریلوی، امام، سیرت مصطفیٰ ﷺ جان رحمت، اشتیاق اے مشتاق، پرنٹرز لاہور، 2007ء:1/ 935۔

34۔ ابو عبید القاسم بن سلام، کتاب الاموال، دار الفکر، بیروت، 2008ء:506۔

35۔ اخلاق حسین، قاسمی، مولانا، رسول اکرم ﷺ کی انقلابی سیرت، مکتبہ تعمیر انسانیت، اردو بازار، لاہور، 1990ء:48۔

36۔ علامہ شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی، سیرت النبی ﷺ ، حذیفہ اکیڈمی، اردو بازار، لاہور، 2000ء:1/ 126۔